مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

(۱۷۹۷ء............۱۸۶۹ء)

اصل نام اسد اللہ خاں اور تخلص غالبؔ تھا۔ آپ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مرزا عبد اللہ بیگ تھا۔ غالبؔ کی عمر پانچ برس تھی کہ اُن کے والد ایک لڑائی میں مارے گئے۔ والد کے انتقال کے بعد مرزا کی پرورش ان کے چچا نصر اللہ بیگ کے سپرد ہوئی تھی جو انگریزی فوج میں ملازم تھے۔ وہ بھی جلد ہی انتقال کر گئے تو یہ اپنی والدہ کے ساتھ دِلّی آ گئے۔ بچپن میں انھوں نے شیخ معظم سے تعلیم پائی۔ بعد میں اُنھوں نے عبدالصمد سے فارسی میں مہارت حاصل کی۔ دِلّی میں تیرہ برس کی عمر میں ان کی شادی نواب الٰہی بخش معروف کی بیٹی سے ہوئی۔

مرزا غالبؔ کو پنشن ملتی تھی جس کے اضافے کے لیے اُنھوں نے کلکتے کا سفر بھی کیا، مگر اُس میں اضافہ نہ ہوا۔ چنانچہ معاشی تنگدستی کی وجہ سے ۱۸۵۰ء میں بادشاہ کی ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۵۷ء میں جنگِ آزادی کی وجہ سے پنشن بھی بند ہو گئی اور شاہی ملازمت بھی جاتی رہی۔ نواب یوسف علی خاں والیِ رام پور نے سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کیا جو تا حیات انھیں ملتا رہا۔ عمر کا آخری حصہ بیماریوں میں گزرا۔ انھوں نے دِلّی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

غالبؔ نے اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ اُردو شاعری میں اُن کا مقام بہت بلند ہے، جسے سب نے تسلیم کیا ہے۔ وہ بہت زیادہ وسعتِ نظر رکھتے تھے۔ غالبؔ ہر دور کے اہم شاعر ہیں۔ ان کی فنی عظمت کو ہر ایک نے سراہا ہے۔ ان کی ہمہ گیر شخصیت کی طرح ان کی شاعری میں بھی بڑا تنوّع اور بوقلمونی پائی جاتی ہے۔ ان کے ہاں موضوعات کا ایک لامتناہی سلسلہ نظر آتا ہے۔ اُن کی اُردو غزل مضامین کی رنگارنگی، وسعتِ نظر، تخیل کی بلندی، پہلوداری، معنی آفرینی، نادر تشبیہات واستعارات، نئے نئے الفاظ وتراکیب، طنز وظرافت، آفاقیت اور جدتِ ادا کی بدولت بہت اعلیٰ پائے کی ہے۔ اِن خصوصیات کی بدولت اُنھیں اُردو شاعروں کی صفِ اوّلین میں ممتاز جگہ ملی ہے۔

غالبؔ کی اہم تصانیف میں: ''دیوانِ غالب (اُردو)''، ''دیوانِ فارسی''، ''گلِ رعنا''، ''مہرِ نیمروز''، ''دستنبو''، ''قاطعِ برہان''، ''لطائفِ غیبی''، ''قادرنامہ''، ''عودِ ہندی'' اور ''اُردوئے معلّٰی'' شامل ہیں۔

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ

غزل

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو مرزا غالبؔ کی شاعرانہ عظمت سے آگاہ کرنا۔
۲۔ طلبہ کو مرزا غالبؔ کے اندازِ بیان سے متعارف کرانا۔
۳۔ غالبؔ کے عہد میں اُردو غزل کے ارتقا سے روشناس کرانا۔
۴۔ غالبؔ کے شاعرانہ موضوعات کی بوقلمونی کو اُجاگر کرنا۔

دلِ ناداں تجھے ہُوا کیا ہے
آخر اِس درد کی دوا کیا ہے

ہم ہیں مُشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے

میں بھی مُنھ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پُوچھو کہ مدّعا کیا ہے

ہم کو اُن سے ، وفا کی ہے اُمید
جو نہیں جانتے، وفا کیا ہے

ہاں بھلا کر ترا بھلا ہو گا
اور درویش کی صدا کیا ہے

جان تُم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے

مَیں نے مانا کہ کُچھ نہیں غالِبؔ
مُفت ہاتھ آئے، تو بُرا کیا ہے

(دیوانِ غالبؔ)

مشق

۱۔ غالبؔ کی غزل کی روشنی میں درجِ ذیل سوالات کے جواب لکھیں:

(الف) شاعر کو کن سے وفا کی اُمید ہے؟

(ب) شاعر نے کسے ناداں کہا ہے؟

(ج) کون مشتاق ہے اور کون بیزار؟

(د) درویش کے لب پر کیا صدا ہے؟

(ہ) غالبؔ نے مقطعے میں محبوب کو اپنی کیا قیمت بتائی ہے؟

۲۔ درجِ ذیل کے معنی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

دلِ ناداں، مشتاق، بیزار، ماجرا، مُدّعا، صدا

۳۔ اِس غزل کے دوسرے شعر میں "مشتاق" اور "بیزار" کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایسے الفاظ متضاد الفاظ کہلاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔

نادان، دِن، نیکی، موت، آزاد

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر تلفّظ واضح کیجیے۔

مشتاق، مدعا، وفا، صدا، نثار

۵۔ اِس غزل میں جو قافیے آئے ہیں، انھیں ترتیب وار اپنی کاپی پر لکھیں۔

۶۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
درد	نثار
مشتاق	صدا
مُنھ	دوا
درویش	بیزار
جان	زبان

۷۔ متن کے مطابق درست لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) .... ناداں تجھے ہوا کیا ہے

(ب) مفت ہاتھ آئے تو .... کیا ہے

(ج) یا الٰہی! یہ .... کیا ہے

(د) ہم کو اُن سے .... کی ہے امید

(ہ) کاش پوچھو کہ .... کیا ہے

(و) جان تم پر .... کرتا ہوں

(ز) اور درویش کی .... کیا ہے

۸۔ درجِ ذیل میں سے مذکر اور مؤنث الفاظ الگ الگ کریں۔

دل، صدا، جان، مدعا، دعا، ماجرا

کنایہ:

کنایہ کے لغوی معنی چھپی ہوئی بات کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں کنایہ ایسے لفظ یا لفظوں کے مجموعے کو کہا جاتا ہے جو مجازی یا غیر حقیقی معنوں کے لیے استعمال کیے جائیں۔ کنایہ کے مجازی معنی لغوی معنی سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتے ہیں مگر یہ تعلق تشبیہ کا نہیں ہوتا۔ کنایہ کی چند مثالیں دیکھیں:

(الف) اس کو کالے نے کاٹا۔ کالا یہاں سانپ کا کنایہ ہے۔

(ب) بیٹے کو عرصے بعد دیکھ کر ماں کا کلیجہ ٹھنڈا ہوا۔ کلیجہ ٹھنڈا ہونا یہاں کنایہ ہے خوشی اور راحت کے لیے۔

(ج) اپنے سفید بالوں کا کچھ خیال کرو۔ سفید بال یہاں بڑھاپے کے لیے کنایہ ہیں۔

(د) جب سے چولھا ٹھنڈا ہوا، کسی رشتے دار نے خبر نہ لی۔ چولھا ٹھنڈا ہونا غربت کے لیے کنایہ ہے۔

(ہ) وہ بڑا تنگ دل ہے۔ تنگ دل، گھٹیا اور کنجوس آدمی کے لیے کنایہ ہے۔

سرگرمیاں:

۱۔ غالبؔ کی اس غزل کو زبانی یاد کریں اور خوش خط اپنی کاپی میں لکھیں۔

۲۔ غالبؔ کی کوئی اور معروف اور آسان غزل تلاش کر کے اپنی کاپی پر نقل کریں۔

۳۔ جماعت کے کمرے میں، ہر طالب علم سے، اس غزل کی درست آہنگ کے ساتھ بلند خوانی کرائی جائے۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ غالبؔ کی شاعرانہ عظمت کے بارے میں آسان گفتگو کی جائے، نیز اس غزل کے حوالے سے سہلِ ممتنع اور استفہامیہ انداز کی وضاحت کریں۔

۲۔ غالبؔ کی مشکل پسندی کے بارے میں بتایا جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ اُن کی آسان غزلیں بھی موجود ہیں۔

۳۔ بچوں کو بتایا جائے کہ محبت انسان کو بے لوث جذبے عطا کرتی ہے۔

۴۔ ’’ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا‘‘ یہ شعر پڑھاتے ہوئے عام نیکی، بھلائی اور احسان کا درس دیا جائے۔